رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

ایڈیٹر ہی میر قاسم علی احمدی

فاروق

قادیان

بیرونجات

سرپرستان و معاونین عام طلباء توجہ فرمائیں

عنایت نامہ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

انڈیا سے باہر روپیہ آنا بند ہے

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷۔۱۴۔۲۱۔۲۸۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۸ اگست ۳۵ء | نمبر ۲۰

سلسلہ کی خبریں!

(۱) ہفتہ زیر اشاعت میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے قابل حمد رہی۔

(۲) محترمہ امتہ القیوم صاحبہ بنت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا بخار ٹوٹ گیا ہے۔ اور روز افزوں صحت ترقی کر رہی ہے۔ الحمد للہ

(۳) حضرت کپتان میرزا شریف احمد صاحب سلمہ اللہ پر جس حنیفا نامی فقیر نے قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ اس کا مقدمہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں ۲۲ و ۲۴ اگست کو پیش ہو کر شہادت استغاثہ ہوئی اور ملزم پر فرد جرم لگایا گیا۔ مکرر جرح کے لئے گواہان استغاثہ بلائے گئے۔ چند گواہ باقی ہیں جن کی شہادت کے لئے ۱۲ ستمبر ۳۵ء آئندہ پیشی مقرر ہوئی ہے۔

(۴) فاروق کی خریداری جدید کے لئے رعایتی اعلان جو صفحہ ۱۲ پر ہے۔ احباب اس سے خاص طور پر فائدہ اٹھائیں۔ اور خریداری کی درخواست بھجوائیں دونوں کا فائدہ ہے۔

(۵) یہ پرچہ کسی قدر زائد چھپوایا گیا ہے۔ اگر کسی دوست کو ضرورت ہو تو بحساب پانچ پیسے فی پرچہ کے ایک ایک پیسہ والے ٹکٹ ڈاک بھیجکر دفتر فاروق سے منگوالیں۔

(۶) درخواست دعا:۔ شیخ محمد یوسف صاحب انصار اللہ لائل پور سے احباب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ چند مشکلات میں مبتلاء ہیں ان کے لئے خاص طور پر دعا فرما کر ثواب حاصل کریں۔

ایڈیٹر کی ڈاک!

مکرمی شیخ نیاز محمد صاحب ہوم انسپکٹر پولیس۔ تعجب ہے کہ باوجود اخبار میں دوبارہ اطلاع شائع کرنے کے آپ نے توجہ نہ فرمائی۔ جس سے مجبوراً مجھے وی پی چندہ فاروق کا ارسال کرنا پڑا۔ اور چار دفعہ وی پی کیا گیا۔ چاروں دفعہ واپس آیا۔ جو تعجب انگیز ہے۔ آپکی شان کے یہ شایاں نہیں۔ نمعلوم کیا وجہ ہے۔ بہر حال اپنے خادم قوم و سلسلہ فاروق کی امداد فرمائیے اور فاروق کا عطیہ مبلغ پانچ روپیہ معہ خرچ وی پی واجب ہے، بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر شکریہ کا موقع بخشیں۔ ورنہ ۱۲ ستمبر کو پانچویں دفعہ وی پی خدمت میں بھیجا جائے گا۔

مکرمی ملک محمد شریف صاحب نمبردار۔ دو دفعہ چندہ فاروق بابت سال رواں کا وی پی ارسال ہوا۔ اخبار میں بھی نوٹس دیا گیا۔ مگر آپ نے توجہ نہ فرمائی۔ اور دونو دفعہ وی پی واپس آیا۔ براہ کرم مبلغ چار روپیہ چھ آنہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر مشکوری کا موقعہ بخشیں ورنہ ۱۲ ستمبر کو تیسری دفعہ وی پی ۱۲/ کا ارسال ہوگا۔ وہ وصول فرمالیں۔

مکرمی چوہدری غلام حسین صاحب۔ حسب وعدہ آپ نے مبلغ ۱۲/ چندہ فاروق سال رواں ۳۵ء کا ابتک ارسال نہیں فرمایا براہ کرم بذریعہ منی آرڈر بھیجکر شکریہ کا موقع بخشیں ورنہ ۱۲ ستمبر کو تیسری دفعہ وی پی ۱۲/ کا ارسال ہوگا۔

وصول فرمالیں:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شاہ حبش کے نام
سردار دو جہان صلے اللہ علیہ وسلم
کا
مقدس مکتوب!

مصری اخبار البلاغ نے حبش کے اخبار برہان اسلام سے اس مظاہرہ کی روئداد نقل کی ہے۔ جو اطالوی خطرہ کے پیش نظر مسلمانان حبش نے کیا اس روئداد سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس وقت مسلمانوں کا ڈیپوٹیشن شاہ حبش کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو شاہ حبش کے حکم سے خزانہ شاہی کے دروازے کھولدیئے گئے۔ اور کمرہ آثار عتیق میں وفد کو بٹھایا گیا۔ جہاں ان کی تواضع قہوہ سے کی گئی۔ اور اس کے بعد وہ فولادی قلمدان نکالا گیا۔ جس کے ایک خانہ کے اندر پرنیاں میں لپٹا ہوا پیغمبر عرب (صلے اللہ علیہ وسلم) کا وہ اصل خط محفوظ ہے۔ جو آپ نے نجاشی ثالث شاہ حبش کو تحریر فرمایا تھا۔ یہ ایک چرمی کاغذ پر مندرج ہے۔ اور شان تحریر قدیم عبرانی طرز تحریر سے ملتی جلتی ہے۔ درمیانی اور زیرین حصہ کی عبارت بقدر نیم انچ کے اڑ گئی ہے اور دستخط کے بجائے رسول اللہ کی مہر لگی ہوئی ہے۔ اس مکتوب پاک کی عبارت حسب ذیل ہے۔

نامہ پاک رسول اللہ صلعم

نقل:۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ط من محمد عبد اللہ رسولہٗ الی النجاشی ملک الحبش سلامٌ علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فعلیک اثم الفبط یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون۔ (محمد رسول اللہ)

ترجمہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد (صلعم) کی طرف سے قوم حبش بادشاہ نجاشی کی طرف

ہدایت کی پیروی کرنے والے پر سلام ہو۔ اما بعد میں تجھے اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ اگر تو نے اسلام قبول کر لیا۔ تو محفوظ ہو جائے گا۔ اور خدا تجھے دگنا اجر دیگا۔ اور اگر تو نے اعراض کیا تو قوم قبط کا گناہ بھی تیرے سر لازم آئیگا اے اہل کتاب آؤ۔ ہم ایک ایسی کتاب پر اتفاق کر لیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے (یعنی) یہ کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور یہ کہ ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو اپنا کارساز نہ سمجھے۔ اگر وہ اعراض کریں۔ تو کہدو۔ کہ اسبات پر گواہ رہنا کہ ہم تو اللہ ہی کے فرمانبردار ہیں۔ (محمد رسول اللہ)

یہ خط ایک قدیم آہنی صندوقچہ میں محفوظ خزانہ شاہی کے مستحکم ترین کمرہ میں مقفل رہتا ہے۔ جہاں ایک لکڑی کا ٹکڑا بھی طلائی صندوقچہ میں محفوظ ہے۔ اس چوبی ٹکڑے کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اس اصلی صلیب کا ٹکڑا ہے جس پر حضرت عیسےٰؑ کو لٹکایا گیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب سلطنت پر کوئی آفت آتی ہے تو بادشاہ حبش خود اس خزانہ اور اس کمرہ میں جاتا ہے جو آثار عتیق کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور گھٹنے ٹیک کر خدا سے دعا مانگتا ہے کہ اسکو اس مصیبت سے نجات دیجائے۔ اور اس مکتوب مقدس کی برکت سے مشکل آسان ہو جاتی ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ جب اٹلی سے پہلی جنگ ہوئی تو شاہ حبش نے اس خط کو بارگاہ ایزدی میں شفیع بنایا اور وہ شاندار فتح حاصل کی جس نے اٹلی کی چولیں ڈھیلی کر دیں۔ نیز جب اردمس اول کے خلاف قبیلہ زعطی نے بغاوت کی اور شاہی محل کو گھیر لیا۔ تو بادشاہ اسی کمرہ میں پناہ گزیں ہوا جسکی برکت سے وہ بچ گیا۔ باغی سردار پر بجلی گری اور دوسرے باغی اس قدر ہیبت زدہ ہوئے کہ شاہی محل کا محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔

عاشقان رسول کا جوش عقیدت:۔ اخبار برہان اسلام کا بیان ہے، کہ جسوقت مسلم وفد کے سامنے یہ جواہر بے بہا پیش ہوا تو انمیں بیحد جوش پیدا ہوا انکی آنکھوں سے اشک محبت ابلنے لگے۔ اور وہ اس مہر کو بوسہ دینے کیلئے بے تاب ہو گئے جو پیغمبر آخر الزمان نے اپنے دست مبارک سے لگائی تھی۔ سلطان کا ہتھم خزانہ نے بھی جو نسلاً بعد نسلٍ مسلمان ہوا کرتا ہے مسلمانوں کے ہمراہ دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور بارگاہ ایزدی میں دعا کی کہ ان کے وطن کی عزت کو شر اعداء سے محفوظ رکھے۔ اسکے بعد وفد بادشاہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ اور عثمان غزنوی نے بادشاہ کی خدمت میں مسلمانوں کی طرف سے ہدیہ عقیدت و جان نثاری پیش کیا۔ بادشاہ نے جواب میں فرمایا کہ انکو اسلام کی تاریخی ہمدردی اور دوستی پر ناز ہے اور اس بات پر فخر ہے کہ حبش نے پیغمبر عرب کی دوستی حاصل کی اور تیرہ سو برس سے اسمیں کچھ فرق نہ آنے دیا۔

(وغیرہ وغیرہ ماخوذ)

سازشِ شرارت

آں شنیدستی کہ در دار الامال
بر بنائے سازشِ احراریاں
از کمیں گاہے بروں شد سفلۂ!
کرد حملہ بر "شریفے" ناگہاں
(حسن رہتاسی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

جلد ۲۰ ☆ قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۳۵ء ☆ نمبر ۳۰

سرکار بکار احرار

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری!

وقاری پروگرام کا ایک پہلو "احرار بکار سرکار" والا فاروق کی گذشتہ اشاعت میں احباب کی نظر سے گذر چکا ہے۔ جس کے مطالعہ سے ناظرین پر یہ امر روشن ہو گیا ہوگا۔ کہ بدیشی ایجنٹ احراری جامہ میں کس طرح پولیس کی زیر حفاظت اور زیر قیادت قادیان جیسی پرامن بستی میں وہ کچھ امن سوز حرکات کر چکے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔ جن کی سکھاشاہی کے زمانہ میں بھی نظیر نہیں ملتی۔ قادیان کا روایتی امن پسند رویہ اور طرز معاشرت کوئی ڈھکا چھپا بھید نہیں تھا۔ پچاس سال سے سلسلہ احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اُس وقت سے تا ایندم قادیان میں صرف ایک سپاہی اور وہ بھی محض بغرض عام اطلاع رہتا رہا ہے۔ کوئی فساد نہیں ہوا۔ کوئی فتنہ نہیں اٹھا۔ کوئی متوازی گورنمنٹ ظاہر نہیں ہوئی۔ اگر کبھی ایک آدھ مرتبہ کسی بیرونی واعظ یا لکچرار کی بدولت کسی اختلاف کا شاخسانہ کھڑا ہوا۔ تو احمدیہ جماعت کی روایتی نرمی اور درگذر کی بدولت وہ فوراً دب جاتا رہا۔ کبھی حکومت کے افسر کو کسی فورس کے استعمال کی ضرورت نہیں پڑی۔

پس ایک طرف تو قادیان کے غیر احمدیوں۔ ہندوؤں۔ اور سکھوں سے انتہائی رواداری کا سلوک رہا۔ دوسری طرف گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ نہ صرف دلی وفاداری اور خیر خواہی کے تعلقات نہایت مضبوطی سے وابستہ رہے بلکہ قادیان کے امن کے شہزادہ نے اپنے قول و فعل سے اپنی تعلیم اور تصانیف کے بیشتر حصہ میں اس درس وفا کو جاری و ساری رکھا۔ اور یہاں تک اس کا استحکام فرمایا۔ کہ اپنی شرائط بیعت میں ہی اس کو شامل کر دیا۔ کہ وہ احمدی احمدی ہی نہیں۔ جو حکومت کا باغی ہو۔

زبانی جمع خرچ کے طور پر تو ہر کس و ناکس وفاداری اور خیر خواہی کا دم بھر سکتا ہے۔ مگر وقت پڑے پر یگانے بھی بیگانے ہو جاتے ہیں۔ تنخواہ دار بھی اپنی نمک حلالی کے فرض کو بھول جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں جبکہ گورنمنٹ کے کل پرزوں کو جان کے لالے پڑ جانے ضروری ہیں۔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی جان عزت و آبرو کو ہتھیلی پر رکھ کر اور بغیر کسی قسم کی امداد اور امید معاوضہ کے گورنمنٹ کا ساتھ دیا۔ نہ صرف خود وفادار رہا۔ بلکہ اوروں کو بھی وفادار رہنے اور بغاوت سے بچنے کی تلقین جاری رکھی۔ مخالفین کے ہر قسم کے طعن و تشنیع سہے ٹوڈی کہلائے۔ خوشامدی سمجھے گئے۔ سی۔ آئی۔ ڈی نام رکھائے گئے۔ طرح طرح کے ظلم و ستم کے تختۂ مشق بنائے گئے۔ غرضیکہ ہندو اور مسلمانوں کی نظروں میں ہر طرح سے مشکوک اور ناقابل اعتبار گردانے گئے۔ مگر اپنے اصول وفاداری کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

چنانچہ سلسلہ احمدیہ کے اس پچاس سالہ دور کی ایک مثال یا واقعہ بھی دشمن ایسا پیش نہیں کر سکتا۔ جس سے سلسلہ احمدیہ کی بے وفائی غداری اور بغاوت کا شمہ بھر بھی ثابت ہو سکے۔ مگر اس کے مقابل بدیشی ایجنٹ جو تخریب امن کے لئے قادیان میں متعین کئے گئے ہیں۔ وہ جس غداری ٹولہ کے بھیس میں ظاہر ہوئے ہیں۔ اس غداری ٹولہ کی ہر حرکت و سکون ہر قیام و قعود اور اس کا ہر رگ و ریشہ فتنہ و فساد اور شر اور شرارت سے بھرا ہوا ہے۔ جہاں کہیں بھی کوئی فساد اٹھا کوئی عدم تعاون کا شرارہ اُٹھا۔ اور کہیں افتراق و انشقاق کی خلیج پھوٹی۔ اس کا موجب کل اور ذریعہ عمل یہی ٹولہ احرار ثابت ہوا۔

البتہ یہ ایک الگ امر ہے۔ جو آج کل کے واقعات کے رونما ہونے سے معرض بحث میں لایا جا رہا ہے۔ کہ یہ ٹولہ اشرار دراصل ایک کار خاص کے لئے زر خرید آلہ کار ہے۔ اور بوقت ضرورت اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اس ٹولہ کو نہ ہندوؤں سے سروکار ہے۔ اور نہ مسلمانوں سے اور نہ سکھوں سے۔ بلکہ یہ ایک جنّی مخلوق ہے۔ جو ایک مخفی مداری کی تار پر تال لگا کر ناچتے ہیں۔ البتہ اس دوران کار میں ان کی قسمت سے اِدھر اُدھر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے بھی جو کچھ لقمے ان کے منہ میں آ پڑیں تو وہ زائد از اصل ہے۔ غرضیکہ اس کا مذہب اور دین محض جلب زر ہے۔ خواہ کسی طریقہ سے ہی کیوں نہ میسر آئے

اس مخفی در مخفی بھید کا کسی قدر انکشاف تازہ واقعہ ہائلہ مسجد شہید گنج سے ہو گیا ہے۔ کہ یہ احراری ٹولہ جو اپنے تئیں آٹھ کروڑ مسلمانوں کا واحد نمائندہ قرار دیکر ہر میدان میں جائز و ناجائز طور پر کودنے پھاندنے کا عادی تھا۔ اس موقعہ پر کس طرح منہ میں گھنگھنیاں ڈالکر بیٹھا رہا۔ اور باوجود مسلمانان لاہور کی متفقہ آواز کے ٹس سے مس نہیں ہوا۔ پھر اپنی بے اعتمادی کہیئے۔ یا مخفی مداری کے امتناعی احکام کے ماتحت بے بسی سمجھئے جس کی بناء پر اتنی جرأت اور ہمت بھی نہیں ہوئی۔ کہ مسلمانان لاہور کی دعوت خاص پر ان کے جلسۂ عام میں صحیح رہنمونی کے لئے ان کے چھوٹے بڑے آکے بول کے کوئی تقریر کریں۔ کیونکہ مخفی تار کی حرکت اس اقدام کے بالکل برعکس تھی۔

بہرحال یہ ایک کڑا امتحان تھا۔ احراری جنوں کے لئے۔ کہ ایک طرف تو وہ اپنے تئیں آٹھ کروڑ مسلمانوں کے واحد اجارہ دار مشہور کئے بیٹھے ہیں۔ اس لئے ضروری تھا کہ مسلمانوں کی متفقہ آواز پر حق نمایندگی ادا کرتے۔ دوسری طرف وہ مخفی وظائف پوشیدہ وعدے وعید اور وزارت پنجاب کی مستقبل اور خوش آیند تمنائیں اس غیورانہ اقدام کے منافی تھیں اس لئے اس نازک موقعہ پر احراری ٹولے کی گردن مداری کے جوئے کے نیچے دبی ہوئی تھی۔ پس اس بے بسی اور بیچارگی میں احرار نے یہی غنیمت سمجھا۔ کہ سکھوں کو خواہ مخواہ کا مرہون منت کرنے کے لئے ان سے ساز باز کر لی جائے۔ کہ دیکھو ہم تمہاری خاطر دخل نہیں دیتے۔ اس لئے تم اپنے ناپاک مقصد میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیونکہ احرار کو سنگینوں۔ بندوقوں اور مشین گنوں کی پشت پناہی کا یقین کامل تھا۔

پس اب جبکہ احراری جنوں نے اتنی بڑی قربانی کا مظاہرہ کیا۔ کہ آٹھ کروڑ مسلمانوں کی متفقہ لعن طعن کا نشانہ بنے۔ ہر طرف سے دھکے اور ذلت کی مار سہی۔ مسجدوں اور ممبروں اور سٹیجوں سے دھکے کھائے۔ کہیں مکوں کی ضربات کاری کے تختہ مشق بنے۔ تو کہیں کرتے اوپاجامے پھڑوائے۔ غرض غیور مسلمانوں نے جن کے نمک سے سالہا سال سے یہ پرورش پاتے آ رہے ہیں ان کی نمک حرامی کی پاداش میں جو کچھ ان سے بن پڑا۔ سلوک کیا۔ بیزاری ظاہر کی۔ اس عظیم الشان قربانی کا معاوضہ بھی آخر ملنا چاہیئے تھا۔ اس کا معاوضہ ہی نہیں۔ بلکہ زیادہ تر حفظ ماتقدم کے طور پر یہ امر بھی مدنظر ہے اور ہونا ہی چاہیئے۔ کہ کہیں یہ زر خرید آلہ کار بالکل ہی بیکار نہ ہو جائے۔ ان کی ہر طرح سے امداد کی جا رہی ہے۔ احراریوں کے جلسوں سے روکیں ہٹائی جا رہی ہیں۔ انکے اشتہار چھپوائے اور لگائے جا رہے ہیں۔ پھر ان اشتہاروں کی حفاظت کی جا رہی ہے۔ کہ کوئی انہیں اتار نہ پھینکے۔ اس کے نام پر اخبار "پیغام مجاہد" جاری کرایا گیا ہے۔ اور اس میں ان کو کلی طور پر بے لگام چھوڑ دیا ہے۔ تاکہ کسی طرح وہ اپنے سابقہ پرُ فریب اثر اور وجاہت اور رسوخ کو بحال کر کے پنجاب میں بدستور سابق معتمد بن جائیں۔ عام مسلمانوں میں ہر دلعزیزی حاصل کرنے کے لئے احمدیت کی مخالفت اور معاندت کو ہی مقطع کا بند قرار دیا گیا ہے۔ تاکہ اس آڑ میں اپنی غداری پر پردہ ڈالے رکھیں:

اسی طرح دوسرا زبردست پہلو انکی حفاظت کا یہ قرار دیا گیا ہے۔ کہ احراریوں کے خلاف پوسٹروں کو چھاپنے تک سے بھی پریسوں کو علانیہ تنبیہیں کی جا رہی اور دھمکیاں دی جا رہی ہیں پھر اگر اشتہار کہیں نہ کہیں سے مسلمان چھپوا کر چسپاں بھی کر دیں۔ تو انکو اکھڑوا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ سنا گیا ہے۔ کہ صوبہ پنجاب میں تو تمام پریس احراریوں کے خلاف پوسٹر چھاپنا جان پر کھیلنے کے مترادف سمجھتا ہے۔ پس یہ کھلم کھلا پاس داری اور رعایت اور رعایت نے جنتی مخلوق کے جنتی مداریوں کو بالکل عریاں کر دیا ہے۔

جلسوں کے متعلق تو یہاں تک کیا گیا۔ کہ امرتسر میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مسلمانوں کے ایک لیڈر "عزیز ہندی" کو خود بلا کر فہمائش اور سرزنش کی۔ کہ مسجد خیر الدین میں احراریوں کا جلسہ ہوگا۔ اس میں کسی قسم کی گڑبڑ نہ ڈالنا ورنہ اچھا نہ ہوگا۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے۔ کہ جب کبھی بھی کہیں کسی جلسہ میں یا کسی مجمع میں فساد ہوا ہے۔ اس میں پیش پیش اور سرغنے یہی احراری ٹولے کے اکابر ہی رہے ہیں۔ مگر کسی ایک مرتبہ بھی یہ سننے میں نہیں آیا۔ کہ کسی صاحب اختیار بہادر نے احراریوں کے چھوٹے بڑے کو بلا کر اس طرح سرزنش کی ہو۔ پس یہ امتیازی سلوک اس بات پر کافی شاہد ہے۔ کہ احرار کی مخالفت اور سرکوبی کے دائرہ کو حکومت کے ارباب حل وعقد تک وسعت دی جا رہی ہے۔

خیر یہ تو دور کی اور باہر کی باتیں ہیں۔ جن کی باطنی تفاصیل اور باریک در باریک اسرار سے ممکن ہے ہمیں کما حقہ آگاہی نہ ہو۔ لیکن ہم بچشم خود قادیان میں اپنی آنکھوں سے احرار نوازی کے تازہ بتازہ کرشمے روزمرہ مشاہدہ کر رہے ہیں۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے خلاف جس قدر بھی گندے سے گندے اور مخرب اخلاق اور حیا سوز پوسٹر۔ اشتہار چسپاں کئے جاتے یا ذلیل ٹریکٹ تقسیم کئے جاتے رہے ہیں۔ ان کی تو ڈنڈا پولیس اور ہتکڑی سے آراستہ پیراستہ سپاہیوں سے نگرانی کی جاتی ہے مگر ہماری طرف سے اگر دو شعر بھی احراری کے خلاف کسی بورڈ پر چاک سے لکھے گئے۔ تو وہ بورڈ ہی ہضم کر لیا جاتا ہے۔ وہ بورڈ محمد اسمٰعیل صدیقی سائیکل مرچنٹ کی دوکان کا تھا۔ جس پر سلسلہ کے مشہور شاعر حسن رہتاسی نے چاک مٹی سے مندرجہ ذیل فارسی رباعی لکھی تھی۔

"سائنس اشرار"

بر بناء سازشے طفلِ خسیس ابن خسیس!
خلق را وردِ زبان نامش "حنیفا" یا "حنیف"
"دیدۂ عبرت کشا و قدرتِ حق را ببیں"
کرد حملہ قاتلانہ بر شریف ابن شریف!

معلوم نہیں کہ اس رباعی میں کونسے الفاظ ایسے تھے۔ جس سے پولیس قادیان کو غدر سن ستاون کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ کہ بورڈ کو ہی اٹھا لینے اور قبضہ میں کر لینے کے سوا چارہ نہ نظر آیا۔ حالانکہ قادیان کے بازاروں میں گندے سے گندے پوسٹر اور اشتہار جن میں بانی سلسلہ احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ اور معزز بزرگان سلسلہ کو فحش اور غلیظ گالیاں چھاپ کر احرار چسپاں کرتے رہتے ہیں۔ کبھی پولیس نے باوجود دیکھنے کے نہ پھاڑے نہ اُتارے۔ نہ ان دوکانوں کے دروازے اُتار کر جن پر ایسے اشتعال انگیز پوسٹر چسپاں ہوتے ہیں اپنے قبضہ میں کر لئے یہ صرف ایک احمدی کے بورڈ کے ساتھ ہی خلاف قانون مظاہرہ کیا گیا ہے اس لئے کہ سننے پوچھنے والا کوئی نہیں۔ ورنہ اگر یہ رباعی ایسی ہی تکلیف دہ محسوس ہوتی تھی۔ تو کیا حامیان احرار زیادہ سے زیادہ یہ نہ کر سکتے تھے۔ کہ اس شعر کو مٹا دیا جاتا۔ مگر ایسی سکھا شاہی اور اندھیر نگری کا علانیہ اور نہایت بے خوفی سے مکروہ مظاہرہ کیا گیا۔ کہ وہ بورڈ ہی بحق پولیس ضبط کر لیا گیا۔ یہ دن دہاڑے ڈاکہ زنی کا واقعہ اور پھر پولیس کے ذمہ دار ہاتھوں سے سرزد ہونا ایک ایسی اچنبھی بات ہے۔ جو گورنمنٹ برطانیہ جیسی امن پرور اور انصاف پسند حکومت کے زیر سایہ واقعی نہایت ہی حیرت انگیز اور تشویش ناک امر ہے۔

قبل ازیں ملاں عنایت اللہ جو لاہور کی بڑی کوتوالی کے دفتر سی۔ آئی۔ ڈی کا اندرونی و بیرونی طواف کرتا ہوا کئی مرتبہ دیکھا گیا ہے اس کے ذریعہ خطبوں اور لیکچروں میں علانیہ ایسی سب و شتم اور مغلظات سلسلہ احمدیہ کے مقدس بانی اور مقدس خلیفہ کے حق میں دلوائی جا رہی ہیں۔ کہ جس کا نتیجہ مسجد شہید گنج کے واقعہ سے بھی زیادہ سنگین اثرات کا حامل ہو سکتا ہے۔ بلکہ اس نے ایک مرتبہ یہاں تک بھی دیدہ دلیرانہ اشتعال انگیزی سے کہہ دیا تھا۔ کہ "دیکھو گے محمود کی لاش خون میں تیرتی نظر آتی ہے"۔ پھر ایسی ہی اشتعال انگیزیوں کے نتیجہ میں دو ایک مرتبہ قاتلانہ حملہ کے لئے احراری پکڑے بھی گئے۔ اور سزا بھی پا گئے۔ مگر حکومت کے کل پرزے ایسے بے حس رہے۔ کہ گویا انکو کوئی علم ہی نہیں۔ لیکن احراریوں کی ان شر انگیزیوں کے خلاف اگر احمدی جماعت نے صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے آواز اونچی کر کے گورنمنٹ کے کانوں تک پہنچانا چاہا۔ تو احمدی جماعت کی داد رسی دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ سے کی گئی تاکہ احمدی جماعت داد کے لئے فریاد نہ کر سکے۔

میں محافظان امن کی مستعدی اور ہوشیاری کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ حکومت ہند اور حکومت برطانیہ کے ملاء اعلیٰ کو یوں اطمینان دلایا گیا۔ کہ گویا واقعی احرار احمدیوں کو ستا رہے ہیں۔ مگر لو کل محافظین امن موقعہ کی تاک میں ہیں۔ ہر عقلمند انسان تھوڑے سے غور سے سوچ سکتا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ جیسی امن پسند اور محافظ آزادی عامہ حکومت کے سایہ تلے پچاس سال سے تحفظ اقلیتوں کے جنرل رول کے مطابق جماعت احمدیہ باوجود قلیل اقلیت ہونے کے کس طرح امن اور سلامتی سے زندگی بسر کرتی رہی۔ اور اب جبکہ اپنے مرکز قادیان میں ہماری بہت بڑی اکثریت کے باوجود دو چار لفنگے بدزبان اور شر انگیز بدیشی ایجنٹ محض پولیس کی کثیر تعداد کے بل بوتے پر شرارتیں پھیلا رہے ہیں۔ اشتعال انگیز رویہ سے آوازے کس رہے ہیں۔ ہماری بزرگ ترین ہستیوں پر کمینوں سے قاتلانہ حملے کرائے جا رہے ہیں۔ ہماری عیدگاہ پر اور ہماری زمینوں پر ناجائز قبضے کرا کر فساد اور بلوے کروائے جا رہے ہیں۔ اور اس طرح مقدمات کا جال پھیلا کر احراری امن شکن مشن کی تائید کی جا رہی ہے۔ تو لامحالہ ہر انسان اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ بدنام ٹولۂ احرار کی کیا مجال کہ ایسی دلیرانہ اور بے باکانہ حرکات رذیلہ کا ارتکاب کر سکے۔ کیونکہ جب قادیان میں پولیس کا ایک متنفس بھی موجود نہ تھا۔ تو مخالفین سلسلہ اصحاب الفیل کی طرح بار بار حملہ آور ہوتے رہے۔ مگر کچھ نہ بگاڑ سکے۔ اور اس قسم کے قاتلانہ حملوں اور علانیہ دشنام دہیوں کی جرأت نہ کر سکے۔ تو اب پولیس کی مستقل چوکی کے علاوہ ہر نئے روز مزید تازہ دم گارودوں کی گارد میں چیل کوؤں کی طرح پٹرول کرتی پھرتی ہیں۔ تو کیا اس قسم کے امن سوز واقعات رونما ہو سکتے؟

پھر اسی پر بس نہیں۔ بلکہ اب تو اس قادیان پروگرام کی دوسری سکیم بھی زیر عمل لانی شروع ہو گئی ہے۔ کیونکہ جیسا کہ سنا گیا ہے۔ کہ چوری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور نقب زنی کے سپیشلسٹ اور اکسپرٹ کافی تعداد میں منگوا کر قادیان کے گرد و نواح میں رکھے گئے ہیں۔ جن کا کام مہینہ کے اول و آخر اندھیری رات میں نقب زنی اور چوری وغیرہ کی وارداتیں کر کے عام دہشت پھیلانا ہے۔ چنانچہ پچھلے اندھیرے میں لگاتار چھ سات چوریاں ہفتہ عشرہ کے اندر اندر واقع ہو گئیں۔ ان چوریوں کی تحقیقات و تفتیش تو خیر بڑی بات ہے۔ ان ستم رسیدہ مظلوموں کی رپورٹوں کا نہایت بُری طرح خیر مقدم کیا گیا۔ انچارج چوکی نے قریباً ہر رپورٹ کنندہ کے ساتھ معروف درندگی والا سلوک کیا۔

نقصان مایہ اور شماتت ہمسایہ۔ یہ اندھیر نگری اور چوپٹ راجہ والا معاملہ اس تازہ سکھا شاہی نے ایسا واضح کر دیا۔ کہ اب کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔ کہ یہ احراری کام نہیں بلکہ..... خود ید دولت کے پولیٹیکل اور ڈپلومیٹک کارنامے ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ جب پولیس موجود نہ تھی۔ تو اس قدر وارداتیں نہ ہوں۔ مگر جوں جوں پولیس کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ توں توں وارداتیں بھی زیادہ ہوتی جا رہی ہیں۔

مجھے خوب یاد ہے۔ کہ مذبح گرانے کے بعد جب کہ نبوت بخیر کے ساتھ یہاں عارضی چوکی پولیس مقرر کی گئی۔ تو پولیس کی ہیبت کے مارے بڑے بڑے اکسپرٹ نقب زن اور ڈاکو قادیان سے سات سات کوس دور کا چکر کاٹ کر گذرا کرتے تھے۔ مگر اب معاملہ برعکس ہے۔ یہ معمہ کوئی ایسا لاینحل نہیں۔ کہ سمجھا نہ جا سکے۔ پھر اس پر طرہ یہ کہ نیم سرکاری احراری اخبار "مجاہد" میں یہاں کی پولیس کی یوں وکالت کی جا رہی ہے۔ کہ گویا احمدی خود ہی نقب لگا کر اور اپنے سامان بکھیر کر پولیس میں رپورٹ کر دیتے ہیں۔ بھلا ان ستم ظریفانہ کارروائیوں سے حقیقت پر کب تک پردہ ڈالا جا سکتا ہے۔ آخر دنیا میں آنکھوں والے بھی کثرت سے رہتے ہیں۔ بہرحال یہ نوزائیدہ "مجاہد" کی بے جا وکالت ہی اس مخفی سرکاری اور احراری اتحاد و یگانگت پر کافی دلیل ہے۔ کہ ؎

اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست

پس یہ ایسی خطرناک راہ ہے۔ جس سے گورنمنٹ برطانیہ کی روایتی امن پسندی کی شہرت کو سخت دھکا لگے گا۔ اور پھر وہ دلی تعلق اور اخلاص جو ایک اقلیت کو تحفظ حقوق اور آزادی کی بناء پر گورنمنٹ سے ہے متزلزل ہو جائے گا۔ اور محض رواداری اور رسمی اور جبری اطاعت کا جُوا گردن میں بار خاطر سمجھا جائے گا۔

جیسا کہ نائب وزیر ہند کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے۔ گورنمنٹ کو خود اعتراف ہے۔ کہ احراریوں نے احمدیوں کو تنگ کر رکھا ہے۔ مگر اس کا علاج جو گورنمنٹ پنجاب عمل میں لا رہی ہے۔ اس کے برعکس معلوم دیتا ہے۔ وہ یہ کہ باوجود احمدیوں کی اکثریت کے یہ پالیسی عملی طور پر برتی جا رہی ہے۔ کہ اگر کوئی ایک آدھ احمدی گورنمنٹ کے سلسلہ ملازمت کے طفیل قادیان کے ریلوے سٹیشن یا ڈاک خانہ میں پہلے سے موجود تھا۔ فوراً یہاں سے تبدیل کیا جا چکا ہے۔ اور آئندہ کے لئے زبردست احتیاط کی جا رہی ہے۔ کہ کوئی احمدی بھولے بھٹکے سے ملازمت کے سلسلہ میں قادیان نہ آ جائے۔ ورنہ اندیشہ ہے۔ کہ کہیں متوازی حکومت قائم نہ ہو جائے۔ حتےٰ کہ ایک کنسٹیبل جو احمدی تھا۔ وہ کہیں بھولے سے چوکی قادیان میں تبدیل ہو کر آ گیا۔ تو اس کو ایک ہفتہ کے اندر یہاں سے نکال دیا۔ اور عنایت اللہ احراری نے ۳۵ء کی تقریر میں اس کا اقرار کیا۔ کہ حکام نے ہماری آواز سے اس سپاہی کو تبدیل کر دیا۔

پھر حال ہی میں بے وجہ محض احرار کی بالکل بے بنیاد شکایت پر ڈاک خانہ قادیان کے پوسٹماسٹر کو جو بدقسمتی سے احمدی ہے۔ تبدیل کر دیا گیا ہے اور اسی طرح ایک تیس سالہ ملازمت کے پوسٹ مین کو محض احمدیت کے جرم کی پاداش میں بدل دیا گیا ہے۔ عذر نامعقول کے طور پر اولاً تو یہاں کی احراری چنڈال چوکڑی کی طرف سے ایک ریزولیوشن پاس کرا دیا۔ کہ ڈاک خانہ قادیان میں چونکہ نو دس ملازمین سے سب پوسٹ ماسٹر اور دو پوسٹ مین یہ تین احمدی ہیں۔ اس لئے عالی جناب رئیس الاحرار مولانا عنایت اللہ صاحب کی ڈاک خطرہ میں ہے لہٰذا ان کو تبدیل کر دیا جاوے۔ پس اس حیلہ جوئی کا سہارا لے کر اس غیر منصفانہ تبدیلی کا ارتکاب کیا گیا۔ مگر کسی بندۂ خدا نے یہ دریافت کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ کہ مولانا رئیس الاحرار عنایت اللہ کی چھٹیاں کتنی ہوتی ہیں۔ اور اس کے مقابل جماعت احمدیہ کی ڈاک کس قدر ہوتی ہے۔ یہاں تو چھپن فیصدی اور نوّے فیصدی والے اصول یہی نسیاً منسیاً ہو گئے۔ خصوصاً ایسے وقت جبکہ احراری آتشکدہ کے ذریعہ احمدیوں کے خلاف بغض و عناد اور بے اعتمادی کی آتش کو کافی طور پر بھڑکایا جا چکا ہے۔ پہلے تو ڈاک خانہ میں چھ سات غیر احمدی اور دو تین احمدی موجود ہونے کی حالت میں دونوں فریق کی ڈاک محفوظ سمجھی جا سکتی تھی۔ اور کسی فریق کو بے اعتمادی کے ظاہر کرنے کا ایک حد تک جائز حق نہیں تھا۔ مگر اس طرح ایک فریق اور فریق بھی وہ جس کا پچانوے فیصدی حصہ ڈاک میں ہے اور روپیہ میں ۱۴ سے زیادہ آمدنی ڈاک خانہ کی احمدیوں سے ہے۔ اس کے لئے ڈاک خانہ میں صاف چٹیل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میدان کر دینا صریح بے اعتمادی کی بنیاد قائم کرنا ہے

پس یہ کس قدر افسوسناک جنبہ داری کا مظاہرہ ہے۔ کہ ہماری طرف سے تو قاتلانہ حملوں جیسے اہم واقعات کے متعلق سینکڑوں ریزولیوشن اونچی آواز سے گورنمنٹ کے عالی کانوں کے گوشگذار کئے جا رہے ہیں۔ لیکن ان پر ذرہ بھر بھی حکومت کی مشین حرکت میں نہیں آتی۔ مگر قادیان کے متعینہ بدیشی ایجنٹوں کے ایک ریزولیوشن کی بناء پر اس قدر اقدام کیا جاتا ہے۔ جس سے ایک فریق کو سخت نقصان پہنچنے کا احتمال ہی نہیں۔ بلکہ یقین ہے۔ اور یہ ایک جدا امر ہے۔ کہ ہماری خوش قسمتی سے احمدی ملازموں کے قائم مقام احرار یا محافظان احرار کے توقعات کے خلاف ثابت ہوں۔ مگر دیکھنا تو یہ ہے۔ کہ اس ایجاد بندہ پالیسی کی دل آزار اور نقصان رساں حرکت نے احمدی جماعت کو تنگ کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ مگر ادھر نائب وزیر ہند صاحب سے یہ جواب دلوایا گیا ہے۔ کہ احراری احمدیوں کو ستا رہے ہیں۔ اور حکومت پنجاب بڑے غور سے معائنہ فرما رہی ہے۔

کیا ہی بہتر ہوتا۔ کہ حکومت پنجاب کے معائنہ کی ان پولیٹیکل تفاصیل سے بھی ملاء اعلیٰ کو آگاہ کر دیا جاتا۔ کہ احمدیوں کی حفاظت اور دادرسی اس طرح کی جا رہی ہے۔ کہ قادیان میں کوئی احمدی ملازم ریلوے یا ڈاک خانہ یا پولیس میں نہیں رہنے دیا۔ ان کی کوئی فریاد قابل سماعت نہیں سمجھی گئی۔ ان پر باضابطہ مقدمات دائر ہو گئے ہیں۔ ان کی زمینوں عید گاہوں دیواروں پر احرار کی دست درازی جاری ہے۔ حتےٰ کہ چوری ڈاکے کی وارداتوں کی کثرت ہو رہی ہے ڈاکخانہ میں احمدیوں کی ڈاک کو بالکل غیر محفوظ کر لیا گیا ہے ان کی پرائیویٹ گلی کوچوں میں پولیس کے پہرے ایسی طرح لگا دیئے گئے ہیں۔ کہ احمدیوں کی عورتیں اپنے گھروں میں بھی بے پردگی سے محفوظ نہیں۔ احراریوں کو ستم و ستم میں بے لگام کر دیا گیا ہے۔ شریر اور مفسدہ پرداز اور امن شکن احراریوں کے اڈوں کی پولیس کے ذریعہ اچھی طرح حفاظت کی جا رہی ہے۔ تاکہ احراریوں کی امن شکن کارروائی میں کسی قسم کا خلل واقع نہ ہو۔ مشہور عام اور دنیا نمبری مثل جمن وغیرہ جرائم پیشہ سیاہ کاروں کو بلوا کر قادیان میں پناہ دی جا رہی ہے۔ اور ان کو پولیس چوکی میں کرسیوں اور چارپائیوں پر بٹھا کر دوستانہ اور بے تکلفانہ میل ملاپ رکھ کر حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ کیونکہ احراری احمدیوں کو ستا رہے ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ پنجاب اچھی طرح ملاحظہ فرما رہی ہے۔ پھر باایں ہمہ مخالف اخبارات میں اس ٹیپ کے مصرعہ کو بھی احراریوں کی زبانی حفظ ماتقدم کے طور پر دہرایا جاتا ہے کہ گورنمنٹ میرزائی نوازی کر رہی ہے" تاکہ کسی صاحب عقل و انصاف کے استفسار پر یہ کہا جا سکے۔ کہ گورنمنٹ پر تو احمدیوں کی حفاظت اور نگرانی کی بدولت بے جا رعایت اور نوازش کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ دیکھو پرچہ فلاں صفحہ فلاں اور ریزولیوشن نمبر ۳۔

بالآخر ان نوازشات اور تحفظات خصوصہ کو کہاں تک بیان کیا جاوے۔ بخوف طوالت صرف ایک اور واقعہ بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ چونکہ احراری احمدیوں کو تنگ کر رہے ہیں۔ اور گورنمنٹ پنجاب حالت کا بغور مطالعہ فرما رہی ہے۔ اس لئے جیسا کہ سنا گیا ہے۔ احراریوں کی غیر ہر دلعزیزی عامہ کو دور کرنے کے لئے ایک سکیم زیر عمل اور زیر تجویز ہے۔ چنانچہ اس سکیم کے ماتحت اول تو ایک اخبار "مجاہد" کے نام سے جاری کرایا گیا ہے۔ جس کا مقصد عظیمہ احمدیوں کے خلاف زہر چکانی ہے غرضیکہ احرار نوازی کے نظائر کو کہاں تک بیان کیا جائے۔ یہ بہت لمبی اور جلدی نہ ختم ہونے والی درد بھری کہانی ہے ابھی تو یہ ابتداء ہے۔ اب مسجد شہید گنج کے واقعہ کے بعد اس بددلی اور بے اعتمادی کو جو احراریوں کی بدقسمتی سے دوسرے مسلمانوں کے درمیان پیدا ہو چکی ہے۔ احمدی جماعت کے خلاف ایک متحدہ پلیٹ فارم طیار کر کے اسے دور کرنے کی نوازشانہ جدوجہد جاری ہے۔ نامعلوم اس سلسلہ میں کیا کچھ ڈپلومیسیاں اور مراعات خاصہ کا ارتکاب کرنا پڑے۔ وہ پبلک مستقبل قریب میں دیکھ لے گی۔ جس سے احرار و سرکار کے اتحاد کی حقیقت معلوم اور امن پسندگی ظاہر ہو جائے گی۔ خدا کرے کہ یہ غلط ہو۔ مگر بظاہر حالات جو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور کانوں سے سن رہے ہیں۔ کہ بقول "انقلاب" ناقوس لیلیٰ کی یہ صدا ہے کہ ؎

یوں ہر اک شہر میں لیلیٰ نے منادی کر دی!
کوئی پتھر سے نہ مارے میرے دیوانے کو!

(رنجا کسار فخر الدین ملتانی)

تیسری یاددہانی

قبل ازیں بارہا اطلاع دی گئی ہے کہ جن خریداران فاروق کے ذمہ چندہ واجب ہے اور انہوں نے کہا تھا۔ کہ وی پی انکے نام نہ بھیجے جائیں وہ خود بذریعہ منی آرڈر بقایا چندہ ارسال کر دینگے۔ ابتک کہ سال کے ۸ ماہ گذر چکے ہیں۔ فاروق کا چندہ نہیں بھیجا۔ پھر اطلاع دی گئی۔ کہ وہ اگر جلد اپنا وعدہ ایفا نہ کریں گے تو ۲۸ اگست کا پرچہ انکے نام وی پی کیا جائیگا۔ پھر شکایت نہ کریں نہ وی پی واپس کریں۔ اب پھر یاددہانی کی جاتی ہے کہ براہ مہربانی وہ اپنا اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر یا بوساطت ناظر صاحب بیت المال ارسال فرما کر مشکوری کا موقعہ بخشیں۔ ورنہ ۱۴ ستمبر ۳۵ء کو انکے نام دفتر سے وی پی بھیجا جائیگا وصول فرمالیں

(منیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خالصہ مشن

سکھ صاحبان کی خدمت میں چند گذارشات

نمبر ۱۰

(از گیانی واحد حسین صاحب احمدی مبلغ)

گرنتھ صاحب اور خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی

بانی بیورا رچت خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی سری امرتسر جس کو پنجاب خالصہ ایجنسی سری امرت سر نے شائع کیا۔ اس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ دمدمہ والی بیڑ کرتارپور والی بیڑ سے نہیں ملتی۔ چنانچہ اصل عبارت حسب ذیل ہے۔

"آدبیڑ وچ (جو اس ویلے کرتارپور براج رہی ہے) "سو پُرکھ دی بانی سو در دے نال نہیں لکھی پر پتہ نہیں کہ کدوں توں بھائی گرداس والی بیڑ وچ درج ہوگئی ہے۔ آج کل سربت لکھی ہوئی ہے۔ پر اِک سری گورو گرنتھ صاحب جی دا درشن جس وچہ سو پُرکھ سو در دے نال نہیں لکھیا ہے۔ جو بہت پراچین سا" (بانی بیورا صـ۲)

ترجمہ:۔ پہلی جلد میں جو اس وقت کرتارپور میں موجود ہے۔ اس میں سو در کے ساتھ سو پُرکھ کی بانی نہیں لکھی ہوئی نامعلوم کہ دمدمہ والی جلد میں کب سے درج ہوگئی ہے۔ جو آج کل تمام گرنتھ صاحبوں میں ملتی ہے۔ لیکن ایک سری گورو گرنتھ صاحب کی زیارت کی ہے۔ جو بہت پورانا تھا۔ اس میں سو پُرکھ سو در کے ساتھ نہیں لکھا تھا۔ پس بھائی سیوا سنگھ صاحب کا اِن ہر دو گرنتھ صاحبوں کا لفظ بلفظ ایک ہونا بتانا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔

تحریف گرنتھ صاحب پر گیانی گیان سنگھ کی گواہی

اب ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ موجودہ وقت میں علاوہ بھائی بنوں اور لاہور والی جلد کے جن کو سکھ صاحب غیر مستند کہتے ہیں۔ اور بھی کئی ایک گرنتھ صاحب پائے جاتے ہیں۔ جس طرح کہ سردار بہادر سردار کاہن سنگھ صاحب نے لکھا ہے۔ اکثر بہت پورانے گورو گرنتھ صاحب بابا آلہ سنگھ صاحب کے بُرج پٹیالے اور سری اجیل نگر وغیرہ گوردواروں میں موجود ہیں۔ جن میں راگ مالا نہیں پائی جاتی۔ (گورمت سدھاکر صـ۴۶۹) اور ایسے گورو گرنتھ صاحب بھی ملتے ہیں۔ جن میں "سو پرکھ" کی بانی درج نہیں جیسا کہ بانی بیورا کے حوالہ سے ظاہر ہے۔ پس اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ اور بھی کئی ایک گرنتھ صاحب ہوں۔ جن میں تغیر و تبدل ہو۔ چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب نے اپنی تواریخ میں کئی باتیں بحوالہ گرنتھ صاحب لکھی ہیں۔ جو اس موجودہ گرنتھ صاحب دمدمہ والی بیڑ میں نہیں ملتیں۔ چنانچہ گیانی صاحب گرنتھ صاحب کے مصنفوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"گوردار جن صاحب نے گرنتھ صاحب میں مندرجہ ذیل بھگتوں کی بانی درج کی۔ بھگت کبیر جی۔ فرید جی۔ نام دیو دھنا جی۔ سدھنا جی سین جی۔ پیپا جی۔ دیو داس جی۔ پرمانند جی۔ میراں بائی جی۔ سور داس جی۔ بینی جی۔ تریلوچن جی۔ جے دیو جی۔ رامانند جی۔ بھیکھن جی"

(تواریخ گورو خالصہ گرمکھی صـ۷۶۴ اردو صـ۹۸)

گیانی جی نے سری گورو گرنتھ صاحب کے مصنفوں میں ایک بھگت میراں بائی کا نام بھی لکھا ہے۔ یعنی بتایا ہے۔ کہ گرنتھ صاحب میں میراں بائی کے شلوک بھی ہیں۔ سارا گورو گرنتھ صاحب پڑھ جاؤ۔ میراں بائی کے شلوکوں کا نام و نشان نہ پاؤ گے۔ تو اب صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ جس گرنتھ صاحب سے گیانی جی نے لکھا ہے اس میں ضرور میراں بائی کے شلوک ہوں گے یا ممکن ہے۔ کہ دمدمہ والی جلد میں ہی ہوں۔ جو بعد میں تحریف کر دیئے گئے ہوں۔ ورنہ اتنا لائق مصنف کیسے ایک فرضی نام لکھ سکتا ہے۔

مصنف تواریخ گورو خالصہ نے گرنتھ صاحب کے مصنفوں کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ بھگتوں کے نام بھی لکھے ہیں۔ جن کا اوپر ذکر کر آیا ہوں۔ ان مصنفوں میں بھائی مردانہ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ موجودہ گرنتھ صاحب میں بھائی مردانہ کے تین شلوک موجود ہیں۔ تو اب صاف معلوم ہو گیا۔ کہ جس گرنتھ صاحب سے گیانی جی نے بھگتوں کے نام لکھے ہیں۔ اس میں مردانہ جی کے شلوک نہ ہوں گے۔ ورنہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ اتنا لائق مصنف ایک ایسے شخص کا نام بھول جائے جس نے اپنی تمام عمر گورو نانک صاحب کی خدمت میں گذاری ہو۔ پس یہ اختلاف بھی گرنتھ صاحب کی تحریف ثابت کرتا ہے۔

گرنتھ صاحب کی تحریف پر گرنتھ صاحب کی اپنی گواہی

سری گورو گرنتھ صاحب کی بانی راگوں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرقوم ہے۔ اور بانی کے شروع میں محلہ یا اگر بھگتوں کی بانی ہو۔ تو اُس بھگت کا نام لکھا ہوتا ہے۔ اس طرح راگ سوہی میں محلہ ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ کے علاوہ تین بھگتوں یعنی کبیر جی۔ رویداس جی۔ شیخ فرید جی کی بانی بھی درج ہے لیکن بھگتوں کی کلام کے سرے کو یعنی ہیڈنگ یہ لکھا ہے۔

"راگ سوہی بانی سری کبیر جیو۔ تتھا سبھناں بھگتاں کی" (کبیر کے گرنتھ صاحب ص ۷۳۲ راگ سوہی)

بانی پر ہیڈنگ یہ لکھا ہے۔ کہ اس راگ سوہی میں کبیر جی اور سب بھگتوں کی بانی درج ہے۔ لیکن مطالعہ کرنے سے سوائے تین بھگتوں یعنی کبیر رویداس اور شیخ فرید جی کی بانی کے اور کسی بھگت کی بانی نہیں ملتی۔ کیا سب بھگتوں سے مراد صرف تین بھگت ہی ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ سب بھگتوں سے مراد وہ سارے بھگت ہیں۔ جن کا کلام سری گورو گرنتھ صاحب میں درج ہے۔ تو اب ظاہر ہے کہ اصل گرنتھ صاحب میں تو اس راگ سوہی میں کل بھگتوں کی بانی درج تھی۔ جیسا کہ اس سرخی سے ظاہر ہے۔ اور بعد میں تحریف کرنے والوں نے سوائے تین بھگتوں کی بانی کے باقی سب بھگتوں کی بانی کو سری گورو گرنتھ صاحب جی مہاراج سے نکال دیا۔ اب دو باتیں قابل غور ہیں۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جاوے کہ اس بانی میں تحریف نہیں ہوئی۔ تو اوپر لکھی سرخی جھوٹی ماننی پڑے گی۔ کیونکہ بنایا تو یہ گیا ہے۔ کہ مندرجہ ذیل بانی میں کبیر جی کے علاوہ کل بھگتوں کی بانی درج ہے۔ لیکن دراصل کل بھگتوں کا کلام درج نہیں یا یہ ماننا پڑے گا۔ کہ کل بھگتوں سے مراد صرف تین بھگت ہی لئے جا سکتے ہیں۔ سو ممکن ہے۔ کہ کل سے مراد صرف تین یہ کسی سکھی اصطلاح میں ہو گا باقی تمام دنیا بلکہ ہر ایک ذی عقل انسان تو یہی کہے گا۔ کہ کل بھگتوں سے مراد سارے کے سارے وہ بھگت ہی ہیں۔ جن کا کلام سری گورو گرنتھ صاحب میں درج ہے۔ یا دوسری صورت میں یہ ماننا پڑیگا۔ کہ بانی تو سب بھگتوں کی درج تھی۔ کسی مہربان نے گرنتھ صاحب سے نکالدی ہے۔ پس اس کی موجودگی میں سری گورو گرنتھ صاحب کو تحریف شدہ ماننے سے کسی عقل مند کو انکار نہیں ہو سکتا۔

بھٹوں کی بانی میں اختلاف

سری گورو گرنتھ صاحب میں علاوہ گورو صاحبان کی بانی کے بھٹوں کی بانی بھی درج ہے سکھوں کو ابھی تک ان کی صحیح تعداد کا پتہ بھی نہیں لگا۔ کوئی ۱۷ اور کوئی ۱۹ اور کوئی ۱۱ بتاتا ہے۔ چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب نے بھٹوں کی تعداد سترہ ۱۷ لکھی ہے۔ دیکھو تواریخ گورو خالصہ ص ۷۴۳ لیکن برخلاف اس کے پنڈت کرتار سنگھ صاحب اپنے مضمون اخبار خالصہ سماچار امرتسر ۱۷ جولائی ۳۰ء میں فرماتے ہیں۔ کہ گرنتھ صاحب میں اُنیس بھاٹوں کے سیوے ہیں۔ جو لوگ سترہ مانتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ اُن بھاٹوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

ٹھاکر۔ جالب۔ جل۔ بھیکھا۔ کیرت۔ سل۔ بھل۔ نل۔ داس۔ جلن۔ پرمانند۔ گجند۔ سیوک۔ منتھرا۔ بل پارتھ۔ ہربنس۔

اور پروفیسر صاحب سنگھ جی کل بھاٹوں کی تعداد گیارہ ۱۱ مانتے ہیں۔ اور گیانی خزان سنگھ صاحب ۱۶ پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ ناظرین غور فرماویں۔ کہ کیا کبھی الہامی کتاب کا بھی یہ حال ہو سکتا ہے۔ کہ اس کے مصنفوں کا پتہ تک نہ لگ سکے ایسی حالت میں گرنتھ صاحب کے محفوظ ہونے کا دعویٰ کہاں تک درست ہے؟

گرنتھ صاحب کے مُصنّفوں کی تعداد میں زبردست اختلاف

سری گورو گرنتھ صاحب ایک ایسی دھرم پُستک ہے۔ جس کے مصنفوں کی صحیح تعداد کا پتہ لگانا سکھ حضرات کے لئے وبال جان بنا ہوا ہے۔ کوئی ۵۱ اور کوئی ۴۱ اور ۷۷ ست پرشوں کا کلام بتاتا ہے۔ چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب گرنتھ صاحب کے مصنفوں کی تعداد ۵۱ بتاتے ہیں دیکھو تواریخ گورو خالصہ ص ۷۴۲ اور برعکس اس کے گیانی خزان سنگھ صاحب لکھتے ہیں۔

"سری گورو گرنتھ صاحب ۷۷ ست پرکھاں دا سروپ ہن چھ ست گورو چودھاں بھگت ۱۶ بھاٹ ۲۶ ڈھاڈی ۷ سدھ ۸ سمن موسن پنتنگ ہریا۔ سندر۔ کبیر دی مائی۔ مردانہ اینہاں ۷۷ دی بانی ہے۔" (بدھولانہ نمبر ۴ ص ۲ چتاونی نمبر ۱)

لیجئے صاحبان گیان سنگھ تو صرف ۵۱ ہی بتاتا تھا۔ لیکن گیانی خزان سنگھ صاحب نے ۷۷ لکھے ہیں۔ یہ فیصلہ کس طرح کیا جاوے کہ ان میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔ یا ممکن ہے کہ جن گرنتھوں سے ان حضرات نے حوالہ نقل کئے ہوں۔ اُن میں اتنے ہی مصنفوں کا کلام ہو۔ پس اس طرح بھی سری گورو گرنتھ صاحب تحریف شدہ ثابت ہوتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

حقیقۃ الوحی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور اور معرکۃ الآراء کتاب حقیقۃ الوحی جو صداقت مسیح موعود علیہ السلام میں زبردست تصنیف ہے جس میں نبوۃ اور کفر و اسلام کے مسائل اختلافیہ کا مکمل فیصلہ کیا گیا ہے۔ جو ہر ایک احمدی کے زیر مطالعہ رہنی ضروری ہے۔ دفتر فاروق سے بے جلد بقیمت دو روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک طلب فرمائیں۔

(مینیجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پادری احمد مسیح صاحب دہلوی

سے

ایک غیر احمدی مولوی کا دلچسپ مکالمہ

ایس۔پی۔جی مشن دہلی کے پادری احمد مسیح صاحب سے جو ایک مشہور عیسائی مبلغ و مناظر ہیں ایک خرمن علماء کے مصداق غیر احمدی مکذب مولوی کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق گفتگو ہوئی۔ مولوی نے اپنی ذہنیت کے مطابق خدا کے مرسل و مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسلام سے خارج اور کافر (معاذ اللہ) ثابت کرنا چاہا۔ مگر مسیحی مناظر نے جس طرز سے اس کو لاجواب اور ساکت کر کے جری اللہ فی حلل الانبیاء کی صداقت کا ثبوت دیا ہے۔ وہ ہر ایک فہمیدہ اور خدا دوست انسان کے غور کے قابل ہے۔ یہ مکالمہ اخبار پیغام صلح سے ناظرین فاروق کی دلچسپی کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:۔

پادری صاحب۔ مرزا صاحب مسلمان تھے۔ مبلغ اسلام تھے۔ ان کے کارنامے ان کے مبلغ اسلام ہونے کی ایک واضح دلیل ہیں۔ جو لوگ ان کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں وہ از روئے قرآن بتائیں کہ شرائط اسلام میں سے کونسی شرط ہے۔ جو مرزا صاحب میں نہیں پائی جاتی اگر مرزا صاحب "امنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر" کے باوجود مسلمان نہیں ہیں۔ تو پھر کسی کے مسلمان ہونے کا کیا ثبوت ہے؟

مولوی صاحب۔ مرزا صاحب دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ان کا ایمان اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ہوتا۔ تو وہ انبیاء علیہم السلام کی توہین نہ کرتے۔ اگرچہ اللہ کو ماننا۔ رسولوں کو ماننا۔ کتابوں کو ماننا۔ فرشتوں کو ماننا اور یوم آخرت پر ایمان مسلمان ہونے کا نشان ہے۔ لیکن انبیاء کی توہین کرنا بھی تو کفر ہے اور مرزا صاحب نے صاف کہا ہے۔

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسےٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

اس سے بھی بڑھ کر سنیئے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے

پہلے شعر میں تو بڑی اکڑ سے کہتے ہیں کہاں ہے عیسےٰ کہ میرے ممبر پر قدم رکھے۔

دوسرے شعر میں اپنا نام غلام احمد لیکر کہتے ہیں۔ کہ ابن مریم کو چھوڑو وہ کیا چیز ہے اس سے تو غلام احمد بہتر ہے۔

اگر یہ کفر نہیں۔ تو پھر اور کفر کیا ہے؟

پادری صاحب۔ یہ آپ لوگ خواہ مخواہ کی باتیں بنا رہے ہیں۔ اگر ان باتوں سے کفر ثابت ہو سکتا ہے۔ تو پھر کوئی بھی مسلمان مسلمان نہیں رہے گا۔

پہلے شعر میں تو کوئی بھی ایسی بات نہیں۔ جس پر کسی قسم کا بھی اعتراض پڑ سکے۔ کیونکہ اس میں تو صرف یہ لکھا ہے۔ کہ بشارات انبیاء کے مطابق میں مسیح موعود ہو کر آیا ہوں۔ عیسےٰ کہاں ہیں جو اس منصب پر کھڑے ہوں۔ یعنے وہ وفات پا چکے۔

اگر عیسےٰ کو وفات یافتہ کہنا کفر ہے۔ تو آپ کے دوسرے مفسروں نے بھی اس بات کا اقرار کیا ہے۔ کوئی تین گھنٹہ موت کا قائل ہے کوئی سات گھنٹہ۔ کوئی تین دن تک موت کا اقراری ہے۔ بعض موت کے منکر ہیں۔ تو بعض ایسے بھی ہیں۔ جو وفات عیسےٰ کے قائل ہیں۔

دوسرے شعر میں اگر ایک احمدؐ کے غلام کو عیسےٰ پر فضیلت دی ہے۔ تو آپ لوگ خود قائل ہیں کہ عیسےٰ جب نازل ہوں گے تو وہ احمد کے غلاموں میں شامل ہوں گے۔ پس اگر کوئی احمد کا غلام اس سے افضل ہو تو یہ کونسے تعجب کی بات ہے۔ اور اس میں کفر کیا ہے۔

ہمارے نزدیک تو آپ لوگ ہمارے خداوند یسوع مسیح کو محمد صلعم کا امتی کہکر سخت توہین کرنے والے ہیں۔

پھر اگر مرزا صاحب کا بحیثیت مسیح موعود ہونے کے اپنے آپ کو مسیح سے افضل قرار دینا کفر ہے۔ تو آپ لوگوں کا جملہ انبیاء پر حضرت محمدؐ کو افضل قرار دینا کیوں تمام انبیاء کی ہتک نہیں ہے۔ ممکن ہے۔ آپ اسے ہتک خیال نہ کریں لیکن ایک یہودی یا عیسائی کے دل سے پوچھو کہ ان کو آپ کے اس قسم کے اقوال سے کتنا دکھ ہوتا ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے سے افضل ہو۔ اور وہ اس حقیقت کا اظہار کرے۔ تو یہ کسی کی ہتک نہیں ہو سکتی۔ اور اگر اسے کسی کی ہتک کہا جائے تو یہ دراصل خدا پر اعتراض ہے۔ جس کا یہ فعل ہے۔ کہ اس نے ایک کو اعلیٰ اور دوسرے کو ادنےٰ بنایا۔ اور خدا کے فعل پر اعتراض کرنا یا ناخوش ہونا خود ایسے معترض کے اندر کفر کی بیماری کے جراثیم کے ہونے کا ایک بدیہی ثبوت ہے۔

مولوی صاحب۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں فرماتا ہے۔ کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یعنے ہم نے ہی قرآن مجید کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ مگر مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ قرآن ثریا پر چلا گیا تھا۔ اور میں اسے دوبارہ واپس لایا ہوں۔ جس کے یہ معنے ہوئے۔ کہ قرآن محفوظ نہیں ہے۔ کیا یہ کفر نہیں ہے؟ پادری صاحب۔ یہ بھی کوئی کفر کا کلمہ نہیں ہے بلکہ یہ تو خود محمد رسول اللہ کی حدیث کا ترجمہ ہے خود آپ نے فرمایا تھا۔ کہ لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس۔

اس حدیث کے مطابق مرزا صاحب نے جو رجل من فارس ہیں اگر یہ کہا۔ کہ میں قرآن کو ثریا سے واپس لایا ہوں۔ تو کیا گناہ کیا۔ اگر مرزا صاحب اس لئے کافر ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ایمان اور قرآن ثریا پر چلا گیا تھا۔ تو پھر آپ فرمائیں کہ اس حدیث کے کیا معنے ہیں جو آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ

لم یبقی من القرآن الا رسمہ ولم یبقی من الاسلام الا اسمہ یعنے قرآن کی صرف رسم رہ جائے گی۔ اور اسلام کا صرف نام باقی ہوگا۔

ہمارے خیال میں تو یہ مرزا صاحب کے مخالفوں کے اندر نفاق اور کفر کی بیماری کے ہونے کا ثبوت ہے:

مولوی صاحب۔ مرزا صاحب تو لوگوں کی تباہی کی پیشگوئیاں کرتے رہے۔ کوئٹہ میں زلزلہ آیا۔ تو جھٹ مرزائیوں نے یہ بتایا۔ کہ یہ مرزا صاحب کی تکذیب کیوجہ سے ہے۔ لیکن خدا کی شان ادھر مرزائیوں نے اشتہار دیا۔ کہ زلزلہ کوئٹہ مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت ہے۔ ادھر دہلی کی قادیانی جماعت کے امیر بابو اعجاز حسین صاحب ٹریمبوے سے ٹکرا کر اسی دن فوت ہوگئے۔

پادری صاحب۔ امیر جماعت دہلی کو تو تمام اہل دہلی نیکی کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ ان کی وفات تو دراصل شہادت ہے۔

رہا زلزلہ کوئٹہ۔ تو وہ ایک عذاب الٰہی کا نمونہ ہے۔ اور اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ایسا زلزلہ ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اور بہت بڑا عذاب الٰہی ہے۔ اور بقول مرزا صاحب یہ نتیجہ ہے اس تکفیر و تکذیب اور ان شرارتوں کا جو مرزا صاحب کے خلاف واقع ہوئیں۔ اور یہ تو ماننا ہی پڑے گا۔ کہ اس قدر عالمگیر سلسلہ جو زلازل کا اور دیگر آفات کا اس زمانہ میں پایا جاتا ہے۔ یہ بتا رہا ہے کہ ضرور خدا کا کوئی مامور ظاہر ہو چکا ہے۔

مگر مولویوں نے جب قادیان کے خلاف شور اٹھایا۔ اور وہاں کانفرنس کی اور احرار کی صورت میں قادیان پر حملہ کیا۔ تو خدا کی طرف سے ایک تازیانہ عبرت کے طور پر زلزلہ کا دھکا لگا۔ پھر جب اس پر بھی آنکھیں نہ کھلیں تو انہیں احرار کی تباہی کے لئے لاہور کا واقعہ ہوا۔ جس میں بخاری مردہ باد۔ احرار مردہ باد کے نعرے لگائے گئے۔ اور قادیان کے خلاف پروپیگنڈے کی حقیقت بھی کھل گئی۔ قادیانیوں کے ابھی دو ہفتہ صبر کرنے کا یہ نتیجہ نکلا ہے:

مدیر اخبار "ایمان" کا شرمناک اور غلط اعلان

یہ تو آجکل کا روز کا مشغلہ ہے کہ جس پارٹی کو گالیاں دینی منظور ہوں۔ اسے احمدی اور مرزائی کہنا شروع کر دیا۔ ان گالیوں کا جواب دینا ہو تو وہ بھی یہی ہے۔ کہ پلٹ کر مرزائی کہہ دیا۔ اپنی قومی غداریوں اور سیہ کاریوں پر پردہ ڈالنا منظور ہوا۔ تو احمدیوں کو بڑے زور سے گالیاں دینی شروع کر دیں جہاں حضرت مرزا صاحبؑ اور ان کی جماعت کو گالیاں دیں بس ساری مکاریوں اور حرامخوریوں اور غداریوں پر پردہ پڑ گیا۔ اور قوم کا جوش جو جواب طلب کرنے پر آمادہ تھی۔ ٹھنڈا ہو گیا۔ آج کل بڑے بڑے احراری لیڈر جب کسی شہر میں اپنی قومی غداریوں کی عذر خواہی کے لئے جاتے ہیں۔ تو جو کچھ عذر گناہ بدتر از گناہ پیش کرتے ہیں۔ اسے موثر بنانے کا ایک ہی طریق وہ جانتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ لیکچر کے آخر میں حضرت مسیح موعودؑ اور ان کی جماعت کو مغلظات گالیاں دے لیں۔ یہ گالیاں ایسی موثر ثابت ہوتی ہیں۔ کہ ان کا وہ عذر جو اس سے قبل نہایت نامعقول اور لغو سمجھا جا رہا تھا۔ ان گالیوں کے ساتھ ہی وہ معقول تسلیم کر لیا جاتا ہے۔

پٹی کے اخبار "ایمان" کے ایڈیٹر عبدالمجید قرشی صاحب نے تنازعہ شہید گنج کی نسبت جب اپنا بیان شائع کیا۔ اور سنا ہے کہ کرفیو آرڈر کے ہوتے ہوئے بھی کسی غیر معمولی طریق پر ان کے بیان کے پوسٹر رات کو شہر میں چسپاں ہو گئے۔ تو قوم نے ان کو ایمان فروش کا خطاب عطا فرمایا۔ اور ان کے لیکچر میں جو ہنگامہ ہوا۔ اس میں انکی قمیص پھٹنے پر عجب عجب نکتہ سنجیاں کی گئیں۔ اور جا بجا ان کے خلاف جلسے اور پروپاگنڈے ہونے لگے۔ اور قرشی صاحب کو خطرہ ہو گیا۔ کہ سیرت کی تمام تحریک جس کی وجہ سے انہوں نے اپنے نام اور شہرت کا ڈنکا بجایا تھا۔ کہیں خاک میں نہ مل جائے۔ اور وہ پٹی کے گوشہ گمنامی میں پھر کہیں نہ مستور ہو جائیں اس لئے اخبار "انقلاب" مورخہ ۱۵ر جولائی میں ایک عجیب و غریب اعلان ان کی طرف سے شائع ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزائی لوگ لاہوری اور قادیانی دونوں جماعت کے یہ جھوٹا پروپاگنڈہ کر رہے ہیں۔ کہ قرشی صاحب احمدی ہیں حالانکہ قرشی صاحب نے جو سیرت کمیٹی بنائی ہوئی ہے اس کی مقدس ممبری میں کوئی احمدی خواہ وہ لاہوری ہو یا قادیانی شامل نہیں ہو سکتا۔ پس مسلمان اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرزائی پروپاگنڈے سے دھوکہ نہ کھائیں۔ اس کے جواب میں سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ لاہوریوں کا تو ہمیں پتہ نہیں۔ لیکن قادیانی احمدیوں کے دل کے کسی گوشہ میں بھی کبھی یہ خیال نہیں آیا۔ کہ قرشی صاحب کو احمدی مشہور کیا جائے۔ ہم تو اس قسم کا جھوٹا اعلان کرنے والے پر لعنت بھیجتے ہیں۔ یہ تو آج کل احرار اور زمیندار وغیرہ کا طریق ہے۔ کہ جس کے خلاف پروپاگنڈا کرنا چاہیں۔ اسے قادیانی مرزائی احمدی کہنا شروع کر دیا۔ قرشی صاحب کے خلاف اگر کوئی اعلان ان کے مرزائی ہونے کی بابت کیا ہوگا۔ تو ان کے انہی دوستوں نے کیا ہوگا۔ جن کی سرکار سے انہیں "ایمان فروش" کا لقب عطا ہوا ہے۔ لیکن بات یہ ہے۔ کہ قرشی صاحب کو ان کو ملزم ٹھہرانے کی تو جرأت نہ ہوئی۔ اس لئے کہ مبادا وہ اور زیادہ بگڑ جائیں۔ اس لئے اڑی تڑی قاضی کے سر پڑی۔ ناحق کا الزام غریب احمدیوں پر لگا کر اپنی بریت شروع کر دی۔ گویا ایک طرف تو اپنی بریت کا اعلان ہو گیا۔ دوسری طرف احمدیوں کے خلاف زہر اگل کر اپنی ایمانداری پر مہر لگوالی۔

لیکن قرشی صاحب یاد رکھیں۔ کہ جو امر تقوے پر مبنی نہیں۔ وہ کبھی بار ور اور سرسبز نہیں ہو سکتا بلکہ آج سے کئی سال قبل سب سے پہلے قادیانی احمدیوں نے آنحضرت صلعم کی سیرت پر لیکچر شروع کئے۔ یہاں سے قرشی صاحب نے یہ خیال لیا اور سیرت کمیٹی بنائی۔ اور یہ تحریک شروع کی۔ اور اللہ جانتا ہے۔ کہ ہمیں خوشی ہے۔ کہ دین کی کوئی خدمت قرشی صاحب نے بھی اپنے ذمہ لی۔ لیکن قرشی صاحب پر جب ان کی قوم کی طرف سے مار پڑنے لگی۔ تو اس سے بچنے کے لئے ایسی افترا پردازی سے قرشی صاحب کا کام لینا نہایت قابل افسوس ہے اسلئے کہ ہم ابتک قرشی صاحب کو نہایت متین اور سنجیدہ کارکن اور ایسے ادنیٰ درجہ کے ہتھکنڈوں سے بالاتر سمجھتے تھے۔

اخبار فاروق نصف قیمت میں

یہ اخبار جو خالص تبلیغی پرچہ ہے دارالامان قادیان سے مہینے میں چار بار شائع ہوتا ہے اس میں اندرونی اور بیرونی مخالفین سلسلہ احمدیہ و معاندین اسلام کے اعتراضوں کے نہایت متانت سے مگر دندان شکن جوابات دیئے جاتے ہیں۔ سالانہ چندہ چار روپیہ اور ششماہی دو روپیہ ہے اس کی اشاعت بڑھانے کے لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ جدید خریداران کو مندرجہ ذیل پانچ روپیہ کی کتابوں میں سے جو دوست ایک سال کے لئے خریدار ہوں۔ ان کو دو روپیہ کی اور جو چھ ماہ کے واسطے خریدار ہوں ان کو ایک روپیہ کی کتابیں ان کی حسب پسند مفت بطور انعام دی جائیں۔ اس طرح گویا ان کو نصف قیمت میں یہ اخبار ملے گا +

پس اگر آپ سال بھر کے لئے خریدار بننا چاہتے ہیں۔ تو ذیل کی کتابوں میں سے دو روپیہ کی۔ اور اگر چھ ماہ کے واسطے خریدار بنیں۔ تو ایک روپیہ کی انتخاب کر کے فوراً اطلاع دیں یہ کتابیں صرف فاروق کے چندہ سالانہ یا ششماہی میں دی جائیں گی۔ محصول ڈاک بذمہ خریداران ہوگا۔

یہ رعایت صرف ایک سو جدید خریداران کو ملے گی۔ اس سے زائد کی تعمیل نہیں ہوگی۔ جلد درخواست بھیجدیں +

تبلیغ رسالت۔ حضرت مسیح موعودؑ کے دو سال ۹۸ و ۹۹ء کے اُن اشتہاروں کا مجموعہ جو حضور نے اتمام حجت کے طور پر اپنی صداقت کے لئے شائع کئے۔ دو جلد۔ قیمت عہ

تنقید صحیح۔ مولوی جلال الدین شمس سابق مبلغ دمشق کی تصنیف بابی مذہب کی تردید میں قیمت ۸ر

مباحثہ مونگیر ہر دو حصہ۔ علاقہ بہار میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کا جو مشہور مباحثہ ہوا تھا۔ قیمت ۸ر

تجلیات رحمانیہ۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے رسالہ شہادات مرزا وغیرہ کا جواب۔ از قلم باطل شکن مولوی اللہ دتا فاضل جالندھری حال مبلغ دمشق قیمت ۶ر

بطالوی کا انجام۔ رئیس المکذبین مولوی محمد حسین بٹالوی کے آغاز و انجام کا پورا نقشہ اور بٹالوی کے متعلق پیشگوئی کا پورا ہونا۔ قیمت ۴ر

تحفہ مستریان۔ مستریان مباہلہ کے فتنہ کا انکشاف اور ان کی دعوت مباہلہ کا مکمل جواب ۵ر

خطبات نمبر۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے چار ابتدائی تاریخی خطبوں کا مجموعہ جو حضور نے گذشتہ سال احرار اور گورنمنٹ اور احمدی جماعت کے متعلق فرمائے۔ قیمت ۴ر

چھوت کا بھوت۔ مسلمانوں کو ہندوستان میں اپنی ہستی قائم رکھنے کے لئے جو کرنا چاہیئے۔ وہ اس میں بتایا گیا ہے۔ قیمت ۲ر

تنبیہ زباندراز۔ آریوں کی تردید میں لاجواب ۱ر

ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام ۱ر

ویدک توحید کا آئینہ رد آریہ ۲ر

ہدیہ قاسم نظم میں ارہدایات زرّیں برائے مبلغین ۵ر

(منیجر اخبار فاروق قادیان ضلع گورداسپور پنجاب)

نایاب کتاب

تفہیمات ربانیہ۔ مصنفہ مکرمی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب فاضل مبلغ دمشق جو بجواب عشرہ کاملہ ۶۸ صفحات پر شائع ہوئی تھی۔ وہ ہاتھوں ہاتھ نکل گئی۔ اب صرف اس کا ایک نسخہ دستیاب ہوا ہے جو کسی شائق کو دیا جائیگا۔ قیمت صرف تین روپیہ مع محصول ڈاک ہے +

ملنے کا پتہ۔ منیجر فاروق قادیان۔